از عدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 16 اپریل 1956

بنارسی داس و دیگراں

بنام

دی سٹیٹ آف اتر پردیش و دیگراں۔

[ایس آر داس، چیف جسٹس، بھگوتی، وینکٹارام آئیر، بی پی سنہا اور جعفر امام جسٹس صاحبان]

بھارت کا آئین آرٹیکل 14 اور 16- حکومت کے تحت کسی بھی تقرری یا ملازمت کے لیے نئی بھرتیوں کے لیے کچھ اہلیت طے کرنے کا حکومت کا حق- ایسے امیدوار جن کے پاس ملازمت کا کوئی بنیادی حق نہیں ہے۔

ریاست اتر پردیش کے تحت درخواست گزاروں- سابقہ پٹواریوں- نے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت عدالت عظمیٰ میں موجودہ عرضی پیش کی جس میں الزام لگایا گیا کہ آئین کے آرٹیکل 14 اور 16 کی توضیعات کی خلاف ورزی کی گئی ہے کیونکہ انہیں قانون کے سامنے مساوات اور ریاست کے تحت ملازمت کے مساوی مواقع سے محروم رکھا گیا ہے۔

پوری ریاست اتر پردیش میں تقریباً 28,000 پٹواریوں نے اپنے امکانات اور معاوضوں کو بہتر بنانے کے لیے خود کو "یوپی پٹواری ایسوسی ایشنز" میں منظم کیا تھا۔ ایسوسی ایشن نے تنخواہیں اور الاؤنس وغیرہ میں اضافے کا مطالبہ کرتے ہوئے قراردادیں منظور کیں۔ حکومت ان معاملات پر غور کر رہی تھی جب پٹواریوں کی ایک بڑی تعداد "زیر التواء ہڑتال" پر چلی گئی جس کے نتیجے میں حکومت نے ایسوسی ایشن کی پہچان واپس لے لی۔ حکومت نے مزید نیا "اراضی ریکارڈز مینوئل" شائع کیا جس میں پٹواریوں کی بھرتی، ملازمت کی شرائط اور فرائض سے متعلق نئے ترمیم شدہ قواعد شامل ہیں۔ ایسوسی ایشن نے نظر ثانی شدہ لینڈ ریکارڈز دستی کے خلاف احتجاج کیا اور ایک قرارداد منظور کی کہ تمام پٹواری 2 فروری 1953 کو اپنے استعفے جمع کرائیں اور درخواست کی کہ انہیں 4 مارچ 1953 تک اپنے فرائض سے فارغ کر دیا جائے جس تاریخ کے بعد وہ خود کو حکومت کے تحت کام

کرنے کی تمام ذمہ داریوں سے آزاد سمجھیں گے۔ تقریباً 26,000 پٹواریوں نے ریاست میں پوری ریونیو انتظامیہ کو مفلوج کرنے اور حکومت کو اپنے مطالبات قبول کرنے پر مجبور کرنے کے مقصد سے استعفی دے دیا۔ تاہم حکومت نے ان کے استعفوں کو قبول کر لیا اور 4 مارچ 1953 سے پہلے انہیں ان کے فرائض سے فارغ کر دیا۔ اگلی ہی تاریخ، 5 مارچ 1953 کو، حکومت نے "لکھپالوں" کی ایک نئی ملازمت کے قیام کا اعلان کیا اور نئے اہلکاروں کی بھرتی کر کے اس ملازمت کو منظم کرنے کے لیے آگے بڑھا جس میں زیادہ تر پرانے پٹواری شامل تھے۔ اس میں وہ تمام پٹواری بھی شامل تھے جن کی خدمات کا ریکارڈ داغوں سے پاک تھا اور جنہوں نے اپنے استعفے واپس لے لیے تھے۔ کچھ درخواست کنندگان کو لکھپال کے نئے عملہ میں شامل کر لیا گیا۔ اس طرح حکومت احتجاج میں شامل ہونے والے سابق پٹواریوں کو استثنیٰ دے رہی تھی۔ عدالت عظمیٰ کے سامنے غور کے لیے سوال یہ تھا کہ کیا دوبارہ تقرری سے خارج زمرے میں آنے والے درخواست کنندگان کو لکھپال کے طور پر تقرری کے مساوی موقع سے انکار کیا گیا تھا اور اس طرح آئین کے آرٹیکل 16 کی خلاف ورزی کی گئی تھی۔

حکم ہوا کہ، درخواست کنندگان کی یہ دلیل کہ انہیں نئے نام کے تحت عملہ کی تنظیم نو پر سرکاری ملازمت میں دوبارہ داخل ہونے سے روکا گیا تھا اور آئین کے آرٹیکل 16 کے مطابق موقع کی مساوات سے انکار کیا گیا تھا، بے بنیاد تھی کیونکہ حکومت نئے بھرتیوں کے لیے کچھ قابلیت طے کرنے کے ان کے حقوق کے اندر تھی۔ وہ ان افراد کو خارج کرنے کے حقدار تھے جنہوں نے نظم و ضبط کے مناسب احساس کی کمی کو دھوکہ دیا تھا۔

آئین کا آرٹیکل 16 حکومت کے تحت تقرری اور ملازمت کے موقع کے خصوصی حوالہ کے ساتھ آرٹیکل 14 میں طے شدہ مساوات کی عمومی حکمرانی کے اطلاق کی ایک مثال ہے۔ دیگر تمام آجروں کی طرح، حکومت بھی حکومت کے تحت ملازمت کے لیے خود کو پیش کرنے والے امیدواروں کی ایک بڑی تعداد میں سے انتخاب کرنے کی حقدار ہے۔

اصل دائرہ اختیار: پٹیشن نمبر 569، سال 1954۔

بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت۔

درخواست کنندگان کی طرف سے میسرز راجندر نارائن اینڈ کمپنی کے پرشوتم تریکمداس، ایس این اینڈلے اور رامیشور ناتھ۔

جواب دہندگان کی طرف سے اتر پردیش کے ایڈوکیٹ جنرل کے ایل مشرا، ایس پی سنہا، کے بی استھانہ اور سی پی لال۔

16.1956 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ سنہا جسٹس نے سنایا۔

آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت پہلی مدعاعلیہ ریاست اتر پردیش کے تحت 726 افراد، سابق پٹواریوں کی جانب سے یہ عرضی آئین کے آرٹیکل 14 اور 16 کی توضیعات کو نافذ کرنے میں اس عدالت سے مدد مانگتی ہے، بنیادی طور پر اس الزام پر کہ انہیں قانون کے سامنے مساوات اور ریاست کے تحت ملازمت کے مساوی مواقع سے محروم رکھا گیا تھا۔ اتر پردیش کا وزیر محصول دوسرا مدعاعلیہ ہے، اور اس ریاست کا لینڈ ریفارمز کمشنر تیسرا مدعاعلیہ ہے۔ میرٹھ، مظفر نگر، علی گڑھ، بدون اور مراد آباد کے کلکٹر 4 سے 8 جواب دہندگان ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری ریاست اتر پردیش میں تقریباً 28,000 پٹواریوں نے اپنے امکانات اور معاوضوں کو بہتر بنانے کے لیے 1940 میں خود کو "دی یوپی پٹواریز ایسوسی ایشن" میں منظم کیا تھا۔ وہ محکمہ محصول میں حکومت کے جزوقتی ملازم تھے۔ اس ریاست میں زمیندار کے خاتمے کا قانون نافذ ہونے کے بعد ان کی خدمات کی بہت مانگ تھی۔ ایسوسی ایشن نے اجلاس منعقد کیے اور تنخواہیں اور الاؤنس میں اضافے اور ان کی ملازمت کی شرائط کو بہتر بنانے کا مطالبہ کرتے ہوئے قراردادیں منظور کیں۔ یہ معاملات حکومت کے زیر غور تھے، نمائندگی اور وزیر محصول کو ڈیپوٹیشن کے بعد۔ تاہم، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غلط مشورے کے تحت ریاست میں پٹواریوں کی ایک بڑی تعداد نے 9 جنوری 1953 کو "زیر التواء ہڑتال" کی جس کے نتیجے میں حکومت نے 19 فروری 1953 کو ایسوسی ایشن کی سرکاری شناخت واپس لے لی۔ اس دوران جنوری 1953 میں نیا اراضی ریکارڈز مینوئل شائع کیا گیا جس میں پٹواریوں کی بھرتی، ملازمت کی شرائط اور فرائض سے متعلق نئے ترمیم شدہ قواعد شامل تھے۔ اس سے معاملات سر پر آگئے اور 26 جنوری 1953 کو لکھنؤ میں ایسوسی ایشن کا ایک خصوصی اجلاس ہوا۔ ایسوسی ایشن نے نظر ثانی شدہ لینڈ ریکارڈز دستی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے قراردادیں منظور کیں۔ خصوصی اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ تمام پٹواری 2 فروری 1953 کو اپنے استعفے جمع کرائیں، درخواست کرتے ہوئے کہ انہیں 4 مارچ 1953 تک اپنے کام سے فارغ کیا جائے جس تاریخ کے بعد وہ خود کو حکومت کے تحت کام کرنے کی تمام ذمہ داریوں

سے آزاد سمجھیں گے۔ اس قرارداد کے مطابق، پوری ریاست میں تقریباً 26,000 پٹواریوں نے استعفی دے دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے استعفوں کو اجتماعی طور پر جمع کر کے پٹواریوں نے نظم و ضبط کے احساس کی کمی کو دھوکہ دیا۔ ایسا کرنے سے، ان کا بظاہر ریاست میں پوری محصولات انتظامیہ کو مفلوج کرنے اور حکومت کو ان کے مطالبات قبول کرنے پر مجبور کرنے کا ارادہ تھا؛ لیکن انہوں نے ایسی صورتحال کا تصور نہیں کیا کہ حکومت ان کے استعفوں کو قبول کر سکتی ہے اور انہیں ان کے الفاظ پر لے سکتی ہے۔ حکومت نے ان کے استعفوں کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا اور درخواست کنندگان کو 4 مارچ 1953 سے پہلے اپنے استعفوں کے جمع کرانے کے فوراً بعد اپنے فرائض سے فارغ کر دیا گیا۔ اگلے ہی دن، 5 مارچ کو، حکومت نے "لکھپال" کی ایک نئی سروس بنانے کا اعلان کیا اور نئے اہلکاروں کی بھرتی کر کے اس ملازمت کو منظم کرنے کے لیے آگے بڑھی جس میں زیادہ تر پرانے پٹواری شامل تھے۔ نئے عملہ میں وہ تمام پٹواری بھی شامل تھے جن کی خدمات کا ریکارڈ داغوں سے پاک تھا اور جنہوں نے اپنے استعفے واپس لے لیے تھے۔ درخواست کنندگان میں سے بھی 132 کو لکھپال کے نئے عملہ میں شامل کیا گیا ہے اور بہت سے لوگوں کے حکومت کی خدمت میں شامل ہونے کا امکان ہے۔ اس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت ان تارکین وطن کو حق دے رہی ہے جنہوں نے مذکورہ بالا تحریک میں شامل ہونے میں اپنی غلطی کا احساس کیا ہے اور اس طرح حکومت کے ہاتھوں کو مجبور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

درخواست کنندگان کی شکایت یہ ہے کہ انہیں نئے نام کے تحت کیڈر کی تنظیم نو پر سرکاری ملازمت میں دوبارہ داخل ہونے سے روکا گیا ہے۔ لیکن یہ واضح ہے کہ حکومت نئے بھرتیوں کے لیے کچھ قابلیت طے کرنے کے اپنے حقوق کے اندر ہے۔ وہ ان افراد کو خارج کرنے کے حقدار ہیں جنہوں نے نظم و ضبط کے مناسب احساس کی کمی کو دھوکہ دیا ہے۔ اس لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حکومت نے ان لوگوں کو مساوی مواقع سے انکار کیا ہے جو ہر لحاظ سے مساوی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ حکومت نے نئے کیڈر میں تمام خالی آسامیاں مستقل طور پر نہیں پر کی ہیں۔ درخواست کنندگان میں سے جو سرکاری ملازمت کے نظم و ضبط کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں وہ مناسب چینل کے بذریعے مناسب حکام سے رابطہ کر سکتے ہیں اور ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ان کے مقدمات پر حکومت کے ہاتھوں ہمدردی سے غور کیا جائے گا، عوامی خدمت کے تقاضوں کے مطابق۔

ہماری توجہ خاص طور پر بھرتی کی نئی اسکیم کی طرف مبذول کرائی گئی جیسا کہ 5 مارچ کے سرکاری احکامات میں بیان کیا گیا تھا جس میں یہ ہدایات شامل تھیں کہ تمام پٹواری جنہوں نے استعفی

نہیں دیا تھا اور جو سبکدوشی کی عمر تک نہیں پہنچے تھے، انہیں جذب کیا جائے گا، کہ وہ پٹواری جنہوں نے استعفی دے دیا تھا لیکن 4 مارچ 1953 تک اپنے استعفوں کو واپس لے لیا تھا، انہیں بھی جذب کیا جائے گا اور جن لوگوں نے استعفی دے دیا تھا اور جن کے استعفوں کو قبول کر لیا گیا تھا، صرف ان لوگوں کو شامل کیا جائے گا جن کا کام کا بہترین ریکارڈ تھا اور جنہوں نے تحریک میں فعال حصہ نہیں لیا تھا۔ ان کے علاوہ، نئے بھرتیوں کو بھی شامل کیا جانا تھا۔ ان ہدایات کے حوالے سے یہ دلیل دی گئی کہ جو درخواست کنندگان دوبارہ تقرری سے خارج زمرے میں آئے تھے انہیں لکھپال کے طور پر تقرری کے مساوی مواقع سے انکار کیا گیا تھا اور اس طرح آئین کے آرٹیکل 16 کی خلاف ورزی کی گئی تھی۔ ہماری رائے میں، تقرری کرنے والے اتھارٹی کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ سرکاری ملازمت میں بھرتی کے لیے مطلوبہ قابلیت کا تعین کرے اور اس اتھارٹی کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ تقرری کی ایسی شرائط طے کرے جو سرکاری ملازمین کے درمیان مناسب نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے سازگار ہوں۔ اگر جُز وقتی کی بنیاد پر پہلے سے ہی سرکاری ملازمت کے تحت کام کرنے والے افراد نے خود کو سرکاری دفاتر میں مناسب نظم وضبط کے قابل نہیں دکھایا تھا، تو حکومت کے لیے کھلا تھا کہ وہ ایسے افراد کو لکھپال کے مستقل عملہ میں مقرر نہ کرے کیونکہ ایسے افراد کو اتنا موثر نہیں کہا جا سکتا تھا جتنا کہ ان لوگوں کے پاس خدمت کا بہترین ریکارڈ تھا اور جنہوں نے اپنے آجروں کے لیے ذمہ داری کا زیادہ احساس ظاہر کیا تھا۔ آئین کا آرٹیکل 16 آرٹیکل 14 میں طے شدہ مساوات کی عمومی حکمرانی کے اطلاق کی ایک مثال ہے، جس میں حکومت کے تحت تقرری اور ملازمت کے مواقع کا خصوصی حوالہ دیا گیا ہے۔ دیگر تمام آجروں کی طرح، حکومت بھی حکومت کے تحت ملازمت کے لیے خود کو پیش کرنے والے امیدواروں کی ایک بڑی تعداد میں سے انتخاب کرنے کی حقدار ہے۔

جیسا کہ پہلے ہی اشارہ کیا گیا ہے، پرانے پٹواری حکومت کے تحت جز وقتی ملازمت کرتے تھے۔ لکھپال کے نئے عملے کا مقصد حکومت اور خود ملازمین دونوں کے نقطہ نظر سے زیادہ تسلی بخش بنیاد پر اسی طرح کی خدمات کی تنظیم نو کرنا ہے۔ نئی اسکیم کے تحت، لکھپالوں کا مقصد حکومت کے کل وقتی ملازم بننا ہے جو تنخواہ کے کافی زیادہ پیمانے پر اور بہتر امکانات کے ساتھ، یقیناً، سرکاری ملازمین کے طرز عمل کے قواعد کے تابع ہیں۔ اگر حکومت نے ان تمام لوگوں کو خارج کرنے کا فیصلہ کیا ہے جنہوں نے خود کو حکومت کے جز وقتی ملازمین کے طور پر ثابت کیا تھا کہ ان میں نظم وضبط اور ذمہ داری کے احساس کی کمی ہے، تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہیں حکومت کے تحت تقرری اور ملازمت کے مساوی مواقع سے محروم رکھا گیا تھا۔ حکومت نے افراد کے کسی خاص گروہ کو تقرری کے لیے

امیدوار بننے سے خارج کرنے کے لیے کوئی اصول طے نہیں کیے ہیں۔ انہوں نے صرف محکمہ جاتی ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ ان لوگوں کو ملازمت نہ دیں جن کے پاس ماضی میں خدمت کا تسلی بخش ریکارڈ نہیں تھا۔ سرکاری ملازمت میں تقرری کے لیے انتخاب مسابقتی بنیادوں پر ہونا چاہیے اور جن کی ماضی کی خدمات داغ سے پاک رہی ہیں انہیں یقینی طور پر ان لوگوں کے مقابلے میں سرکاری ملازمت کے لیے بہتر اہل کہا جا سکتا ہے جن کا ریکارڈ کسی داغ سے پاک نہیں تھا۔ اس طرح معاملہ اسی بنیاد پر کھڑا ہے جہاں حکومت سرکاری ملازمت کے اسی عملے میں اعلیٰ عہدے پر ترقی کے لیے ایک شرط بنا سکتی ہے کہ صرف ان لوگوں کو ترقی کے لیے سمجھا جائے گا جن کا ماضی میں بہت تسلی بخش ریکارڈ تھا۔ اس لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ درخواست کنندگان اپنی اس دلیل کو ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں کہ انہیں آئین کے آرٹیکل 16 کے مطابق مساوی مواقع سے محروم رکھا گیا تھا۔

آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت اس عدالت کو منتقل کرنے کے بعد، زیادہ تر درخواست کنندگان اور بہت سے دوسرے لوگوں نے، مجموعی طور پر 1,352 کی تعداد میں، اس کے علاوہ 24 اگست 1954 کو الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلے اور احکامات سے اپیل کی خصوصی اجازت (خصوصی اجازت کی درخواست نمبر 426، سال 1955) کے لئے درخواست بھی دی گئی، جو دیوانی متفرق رٹ نمبر 45، سال 1954 میں منظور کیا گیا تھا، جب اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت کی ان کی درخواست اس عدالت کے 5 اگست 1955 کے حکم سے خارج کر دی گئی تھی۔ یہ عرضی اس عدالت قواعد کے تحت محدود وقت کے اندر دائر نہیں کی گئی تھی اور خود یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ خصوصی اجازت کے لیے عرضی دائر کرنے میں 44 دن کی تاخیر ہوئی تھی۔ تاخیر کی معافی کے لیے درخواست کی حمایت میں زور دیا گیا واحد بنیاد (دیوانی متفرق پٹیشن نمبر 1402، سال 1955) یہ ہے کہ انہیں اس معاملے میں دلچسپی رکھنے والے درخواست کنندگان کی ایک بڑی تعداد سے رقم وصول کرنی تھی۔ ہماری رائے میں، تاخیر کو معاف کرنے کے لیے یہ کافی بنیاد نہیں ہے۔

نتیجے میں، آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست اور اپیل کی خصوصی اجازت کی درخواست دونوں کو مسترد کر دیا جاتا ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہو گا۔